القِلَادَۃُ المُرَصَّعَۃ فِی نَحرِ الاَجوِبَۃِ الاَربَعَۃ

۱۳۱۲ ہجری

مسئلہ - ازکانپور بازار میدہ دکان نوربخش ومحمدسلیم مرسلہ مولوی شفیع الدین صاحب نگینوی تلمیذ مولوی احمدحسن صاحب کانپوری ۱۶ صفر ۱۳۱۲ھ

بخدمت مجمع کمالات عقلیہ ونقلیہ جناب احمدرضاخاں صاحب دامت افضالہم السلام علیکم ایک استفتا خدمت شریف میں مرسل ہے پہلا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا دوسرا جواب مولوی قاسم علی مرادآبادی نے لکھا ہے چونکہ دونوں جوابوں میں تخالف ہے لہذا ارسال خدمت شریف میں کیا گیا ہے جو جواب صحیح ہو اُس کو مُہر ودستخط سے مزین فرمائیں اگر دونوں جواب خلاف تحقیق ہیں تو جناب علیحدہ جواب مع حوالۂ کتب تحریر فرمائیں - ما جوابکم ایھا العلماء رحمکم اللہ تعالٰی ان مسئلوں میں کہ (۱) ایک شخص اپنے ایک پیر سے معذور ہے چونکہ اُس کو شب کو دوبارہ مسجد میں آنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص مسجد میں قبل اذان وجماعت کے اپنی نماز عشا ہمراہ ایک شخص کے اقامت کہہ کر پڑھ لیتا ہے پس شخص مذکور کو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہ - اور جو جماعت مع اذان کے بعد کو ہوگی اُس میں کچھ کراہت ہوگی یا نہ - (۲) ہمراہ شخص مذکور کے جو نماز پڑھتا ہے تو وہ بعد والی جماعت بسبب فوت ہونے تہجد کے ترک کرتا ہے جائز ہے یا نہ - (۳) ایک شخص ہمیشہ قیلولہ اس طرح کرتا ہے کہ اُس کی ظہر کی جماعت اولٰی ترک ہوجاتی ہے اور عذر اُس کا خوف فوت تہجد ہے جائز ہے یا نہ - (۴) چند شخصوں کو کوئی ضرورت درپیش ہے وہ چند شخص قبل اذان وجماعت اپنی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھیں جائز ہے یا نہ - بیّنوا توجروا

جوابِ کانپور

جواب سوال اول نفس جماعت کا ثواب ملے گا مگر جماعت اولٰی کی فضیلت سے محروم رہے گا جماعت اولٰی وہی ہوگی جو اذان و اقامت سے اس کے بعد ہوگی اور اُس میں کچھ کراہت نہیں ہے - **جواب سوال دوم** خوف فوت تہجد ترک جماعت اولٰی میں عذر نہیں ہے - **جواب سوال سوم** یہ عذر ترک جماعت ظہر نہیں ہوسکتا - **جواب سوال چہارم** ضرورت شدیدہ میں ترک جماعت اولٰی جائز ہے - واللہ تعالٰی اعلم - کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

(مہر: اشرف علی ۱۳ از گروہ اولیا)

جوابِ مُرادآباد

جواب سوال اوّل کا یہ ہے کہ شخص مندرجہ سوال کا جماعت کرنا مکروہ تحریمہ ہے ثواب جماعت اصلاً نہ ہوگا اس لیے کہ اوّلاً تو

معذور ہے جماعت ساقط ہے بلکہ بلاجماعت امید حصول ثواب بوجہ معذوری کے ہے کما فی الھندیۃ وتسقط الجماعۃ بالاعذار حتی لاتجب علی المریض والمقعد والزمن ومقطوع الید والرجل من خلاف والمفلوج الذی لایستطیع المشی والشیخ الکبیر العاجز اوکان قیما لمریض اویخاف ضیاع مالہ انتھی ملخصا ومع ہذا اُس شخص کا بغیر اذان واقامت کے جماعت کرنا علی الخصوص ایسے شخص کے ساتھ کہ وہ شرعاً معذور نہیں ہے موجب کراہتہ تحریمہ کا ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے ویکرہ اداء المکتوبۃ بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ ونیز در انست الاذان سنۃ لاداء المکتوبۃ بالجماعۃ وقیل انہ واجب الصحیح انہ سنۃ موکدۃ پس حصول ثواب نفس جماعت کہاں بلکہ بوجہ ترک سنت موکدہ کے موجب معصیت ہے کما قال العلامۃ الشامی صرح العلامۃ ابن نجیم فی رسالتہ المولفۃ فی بیان المعاصی بان کل مکروہ تحریما من الصغائر وصرح ایضا بانھم شرطوا لاسقاط العدالۃ بالصغیرۃ الادمان اور جو جماعت بعد کو مع اذان ہوگی وہ بلاکراہت ہوگی کمامر فقط۔

جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ جواب سوال اول سے بخوبی مبرہن ہوگیا کہ شرعاً یہ جماعت مکروہ تحریمہ ہے پس دوسرے شخص کا اُس معذور کے ساتھ قبل اذان کے بخوف فوت نماز تہجد کے نماز پڑھنا ترک کرنا جماعت کا ہے اور ترک جماعت کہ سنت موکدہ قریب واجب کے ہے واسطے ادائے صلوۃ تہجد کے کہ مستحب ہے درست نہیں اس واسطے کہ ترک سنت معصیت ہے برخلاف امر مندوب کہ وہ معصیت نہیں درمختار میں لکھا ہے ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ وصلوۃ اللیل علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں قال فی البحران الظاھر من کلامھم ان الاثم منوط بترک الواجب اوالسنۃ الموکدۃ لتصریحھم باثم من ترک سنن الصلوات الخمس علی الصحیح وتصریحھم باثم من ترک الجماعۃ مع انھا السنۃ الموکدۃ علی الصحیح فقط **جواب سوال سوم** بہتر یہ ہے کہ بخوف فوت تہجد کے اس قدر قیلولہ نہ کرے کہ جو موجب ترک فضیلت جماعت اولیٰ کا ہووے وہذا اگر کرے تو جائز ہے بشرطیکہ جماعت ترک نہ ہوجائے کہ جماعت ثانیہ ہووے اس لیے کہ ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک قول محقق یہی ہے کہ جماعت ثانیہ بلاکراہت درست ہے اور مساوی ہے ثواب میں نفس جماعت اولیٰ کے اور جماعت اولیٰ اَولیٰ ہے چنانچہ میرے استاد وکامل ومحدث والد ماجد قدس سرہ کا اثبات جماعت ثانیہ کے بارہ میں ایک رسالہ مبسوط ہے من شاء فلیطلع علیھا بنائً علیہ واسطے ادائے نماز تہجد کے کہ اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے اس قدر قیلولہ کرنا کہ جس سے جماعت اولیٰ ترک ہوجائے نہ مطلق جماعت بلاشبہہ جائز ہے اس لیے کہ فضیلت جماعت کی مساوی فضیلت تہجد کے نہیں ہے بلکہ کمتر ہے من شاء فلیطالع الاحادیث المرویۃ فی ھذا الباب من الصحاح والحسان فقط **جواب سوال چہارم** بحالت عذر شرعی کے بھی قبل اذان کے مسجد میں جماعت کرنا اشخاص مندرجہ سوال کا درست نہیں مکروہ ہے البتہ بعد اذان کے درست ہے کما فی الھندیۃ ویکرہ اداء المکتوبۃ بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ یہی حکم صور مسؤلہ کا کہ تحریر ہوا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط

حررہ العبد المفتقر الی اللہ الغنی محمد قاسم علی عفی عنہ | قاسم علی خلف ۱۲۹۶ مولٰنا محمد عالم علی | الجواب صحیح والمجیب نجیح

نظیر ۱۳ سنہ ء شگفتہ محمد گل

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَدُہٗ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی صَاحِبِ الشَّفَاعَۃِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَوْلِی الْبَرَاعَۃِ وَسَائِرِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ۝ **جواب سوال اوّل وچہارم**

ہاں فعل مذکور مکروہ و محظور ہے نہ اس وجہ سے کہ معذور سے جماعت ساقط یا اُسے بے جماعت ثواب ثابت کہ **اوّلاً** ساقط وجوب ہے نہ جواز بلکہ جماعت افضل وعزیمت وفی ردالمحتار قولہ من غیر حرج قید لکونھا سنۃ موکدۃ اوواجبا فبالحرج یرتفع الاثم ویرخص فی ترکھا ولکنہ یفوتہ الافضل الخ **ثانیاً** نہ بے جماعت ثواب جماعت مانع جماعت فشتان ما بین الحکم والحقیقۃ سورۂ اخلاص ثلث قرآن عظیم کی برابر ہے کیا تین بار اُسے پڑھنے والا ختم قرآن سے ممنوع ہوگا جماعت عشا قیام نصف شب اور مع جماعت فجر قیام تمام لیل کے مساوی ہے کیا یہ نمازیں جماعت سے پڑھنے والا احیائے لیل سے باز رکھا جائے گا شرع میں اس کی نظائر ہزار در ہزار ہیں **فی** الحدیث المتواتر عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قل ھو اللہ احد تعدل ثلث القران اخرجہ مالک واحمد والبخاری وابوداود والنسائی عن ابی سعید الخدری والبخاری عن قتادۃ بن النعمان واحمد ومسلم عن ابی الدرداء ومالک واحمد ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ واحمد والترمذی وحسنہ والنسائی عن ابی ایوب الانصاری واحمد والنسائی والضیاء فی المختارۃ عن ابی بن کعب والترمذی وحسنہ عن انس بن مالک واحمد وابن ماجۃ عن ابی مسعود البدری وفی الباب عن عبد[1] اللہ بن مسعود وعبد[2] اللہ بن عمرو ومعاذ[3] بن جبل وجابر[4] بن عبد اللہ وعبد[5] اللہ بن عباس وام[6] کلثوم بنت عقبہ وغیرھم[7] رضی اللہ تعالٰی عنھم **مالک** واحمد ومسلم عن امیر المومنین عثمٰن الغنی رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام نصف لیلۃ ومن صلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی اللیل کلہ **ثالثاً** نہ ایسی حالت میں بے ادائے جماعت ثواب جماعت ملنا ثابت قال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر والعلامۃ ابراھیم الحلبی فی الغنیہ فی مسألۃ الاعمی وقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لہ ما اجدلک رخصۃ معناہ لا اجدلک رخصۃ تحصل لک فضیلۃ الجماعۃ من غیر حضورھا لا الایجاب علی الاعمی لانہ علیہ الصلاۃ والسلام رخص لعتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ علی ما فی الصحیحین **تنبیہ اقول** استشھادنا انما ھو بما افادا من عدم حصول الفضیلۃ ولو للعذر بدون الحضور وفیہ ایضا تفصیل یعلم بالرجوع الی المراقی وغیرھا اما کون معنی الحدیث ھذا فعندی محل نظر یعرفہ من جمع طرق الحدیث ففی صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ قال اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رجل اعمی فقال یارسول اللہ انہ لیس لی

---

[1] رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ [2] رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیۃ ۱۲ منہ [3] الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ [4] البزار ۱۲ منہ [5] ابوعبید ۱۲ منہ [6] الامام احمد ۱۲ منہ [7] رواہ البیھقی فی السنن عن رجاء الغنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ فھؤلاء خمسۃ عشر صحابیا ۱۲ منہ غفرلہ

قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخص فلما ولی دعاہ فقال تسمع النداء بالصلٰوۃ فقال نعم قال فاجب واخرجہ السراج فی مسندہ مبینا فقال اتی ابن ام مکتوم الاعمی الحدیث وعند الحاکم عن ابن ام مکتوم قلت یارسول اللہ ان المدینۃ کثیرۃ الھوام والسباع قال تسمع حی علی الصلٰوۃ حی علی الفلاح قال نعم قال فحیھلا وعند احمد وابن خزیمۃ والحاکم عنہ بسند جید ایسعنی ان اصلی فی بیتی قال اتسمع الاقامۃ قال نعم قال فأتھا وفی اخری قال فاحضرھا ولم یرخص لہ وللبیھقی عنہ سألہ ان یرخص لہ فی صلٰوۃ العشاء والفجر قال ھل تسمع الاذان قال نعم مرۃ اومرتین فلم یرخص لہ فی ذلک ولہ عن کعب بن عجرۃ جاء رجل ضریر الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیہ ا یبلغک النداء قال نعم فاذا سمعت اجب ولاحمد وابی یعلی والطبرانی فی الاوسط وابن حبان عن جابر واللفظ لہ قال اتسمع الاذان قال نعم قال فأتھا ولوحبوا فکان ذلک فیما نری واللہ تعالٰی اعلم انہ رضی اللہ تعالٰی عنہ لم یکن یشق علیہ المشی وکان یھتدی الی الطریق من دون حرج کما یشاھد الآن فی کثیر من العمیان ثم راجعت الزرقانی علی المؤطا فرأیتہ نص علی ذلک نقلا فقال جملۃ العلماء علی انہ کان لایشق علیہ المشی وحدہ ککثیر من العمیان اھ وح یترجح بحث العلامۃ الشامی حیث بحث ایجاب الجمعۃ علی امثال ھؤلاء فقد یظھر لی وجوبھا علی بعض العمیان الذی یمشی فی الاسواق ویعرف الطرق بلاقائد ولا کلفۃ ویعرف ای مسجد ارادہ بلا سؤال احد لانہ حینئذ کالمریض القادر علی الخروج بنفسہ بل ربما تلحقہ مشقۃ اکثر من ھذا تامل اھ ثم رأیت الامام النووی نقل فی شرح مسلم ما ذکر المحققان من معنی الرخصۃ عن الجمھور فقال اجاب الجمھور عنہ بانہ سأل ھل لہ رخصۃ ان یصلی فی بیتہ وتحصل لہ فضیلۃ الجماعۃ بسبب عذرہ فقیل لا قال ویؤید ھذا ان حضور الجماعۃ یسقط بالعذر باجماع المسلمین ودلیلہ من السنۃ حدیث عتبان بن مالک الخ **اقول** وقد علمت ما فی ھذا التائید فان الشان فی ثبوت الحرج لہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ولعل عتبان کان ممن یتحرج بالمشی وحدہ دون ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنھما ثم ان الامام النووی استشعر ورود قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاجب فاجاب باحتمال انہ بوحی نزل فی الحال وباحتمال تغیر اجتھادہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبان الترخیص کان بمعنی عدم الوجوب وقولہ فاجب ندب الی الافضل **اقول** اما الاولان فتسلیم للقول واما حمل فاجب علی الندب فخلاف الظاھر لاسیما مع بنائہ علی سماع الاذان فان الندب حاصل مطلقا فافھم واللہ تعالٰی اعلم **رابعاً** سب سے قطع نظر کیجیے تو پاؤں کا عذر عذر فی الحضور ہے نہ عذر للحاضر کالمطر والطین وامثالھما بلکہ وجہ **اولاً** وہی اتیان جماعت بے اذان کہ درباب استنان موکد اذان اگرچہ مواہب الرحمان و مراقی الفلاح و ردالمحتار کے اطلاقات بہت وسیع ہیں ویعارضھا کثیر من روایات المبسوط والمحیط والخانیۃ والخلاصۃ والبزازیۃ والھندیۃ وغیرھا من المعتبرات حتی نفس ردالمحتار ومشی وحدہ الدرالمختار کما بیناہ فیما علقناہ علی ھامشہ مگر اس قدر بلاشبہہ ثابت کہ نماز پنجگانہ[1] سے جو نماز فی

[1] دخلت الجمعۃ وخرجت صلٰوۃ العیدین والکسوف والجنازۃ والاستسقاء وغیرھا والفوائت وجماعۃ النساء والصبیان والعبید والعراۃ وجماعۃ البیوت والصحراء ومستند کل ذلک مذکور فیما علقناہ علی ردالمحتار ۱۲ منہ غفرلہ

رجال احرار غیر عُراۃ مسجد میں باجماعت ادا کریں اُس کے لیے سوا بعض صور مستثناۃ[1] کے وقت میں اذان کا پہلے ہولینا سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے اور بے اُس کے جماعت کرلینا مکروہ وگناہ یہانتک کہ یہ جماعت شرعًا اصلا معتبر نہیں اس کے بعد جو جماعت باذان واقامت ہوگی وہی پہلی جماعت ہوگی بلکہ علما فرماتے ہیں اگر کچھ لوگوں نے آہستہ اذان دے کر جماعت کرلی کہ آواز اذان اوروں کو نہ پہنچی تو ایسی جماعت بھی داخل شمار واعتبار نہیں نہ کہ جب سرے سے اذان دی ہی نہ جائے وجیز امام کردری میں ہے ویکرہ للرجال اداء الصلوۃ بجماعۃ فی مسجد بلا اعلامین لا فی المفازۃ والکروم والبیوت الخ **اقول** قولہ بلا اعلامین ای بدون الجمع بینہما فنافی الکراھۃ ھو الایتان بھما لا باحدھما بدلیل قولہ لا فی المفازۃ الخ فان ترک اعلام الشروع مکروہ مطلقا ولو فی المفازۃ وقد نص علی الاساءۃ فی ترکھما درر وغرر علامہ مولٰی خسرو میں ہے (یأتی بھما) ای بالاذان والاقامۃ (المسافر والمصلی فی المسجد جماعۃ وفی بیتہ بمصر وکرہ للاول) ای المسافر (ترکھا) ای الاقامۃ (وللثانی) ای المصلی فی المسجد (ترکہ) ای الاذان (ایضا) ای کالاقامۃ علمگیریہ میں ہے لو صلی بعض اھل المسجد باقامۃ وجماعۃ ثم دخل موذن والامام وبقیۃ الجماعۃ فالجماعۃ المستحبۃ لھم والکراھۃ للاولی کذا فی المضمرات یہ خاص جزئیہ مسئلہ مسئولہ ہے خلاصہ وخانیہ وہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للامام البخاری جماعۃ من اھل المسجد اذنوا فی المسجد علی وجہ المخافتۃ بحیث لم یسمع غیرھم ثم حضر من اھل المسجد قوم وعلموا فلھم ان یصلوا بالجماعۃ علی وجھھا ولا عبرۃ للجماعۃ الاولی اھ پس اُس معذور اور اُس کے شریک اور اُن ضرورت والوں کا یہ فعل جماعت مسنونہ معتبرۂ شرعیہ نہیں بلکہ مکروہ ممنوعہ ہے اور جو جماعت باذان واقامت اس کے بعد ہوگی اُس میں کچھ کراہت نہ ہوگی بلکہ وہی جماعت مسنونہ وجماعت اولٰی ہے **ثانیًا** جب یہ جماعت جماعت نہیں تو دقیق نظر حاکم کہ ان کا یہ فعل بعد دخول وقت مسجد سے بے نیت شہود جماعت باہر جاتا ہوا یہ بھی مکروہ اور حدیث میں اس پر وعید شدید وارد ابن ماجۃ[2] عن امیر المومنین عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ادرک الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجۃ وھو لا یرید الرجعۃ فھو منافق درمختار میں ہے کرہ تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ جری علی الغالب والمراد دخول الوقت اذن فیہ اولا بحر الرائق میں ہے الظاھر من الخروج من غیر صلاۃ عدم الصلاۃ مع الجماعۃ الخ **اقول** وظاھر ان المراد بالجماعۃ ھی الجماعۃ المسنونۃ المشروعۃ دون المکروھۃ الممنوعۃ فان النھی عن الخروج انما ھو لطلب الجماعۃ فلا یتناول الا الجماعۃ المطلوبۃ شرعا کیف وقد تقدم ان الجماعۃ بلا اذان کلا جماعۃ فلا یعتد بھا اصلا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم **جواب سوال دوم** خوف فوت تہجد

[1] مثلاً جمعہ کے دن شہر یا قصبہ میں جو معذور ظہر پڑھیں اُنھیں اذان کی اجازت نہیں اگرچہ جماعت کریں کہ اُنھیں جماعت کرنا بھی جائز نہیں موسم حج میں عصر عرفہ وعشائے مزدلفہ کے لیے صرف تکبیر ہوتی ہے نہ اذان کما فی الھندیۃ عن الخانیۃ ولا حاجۃ ھھنا الی استثناء فوائت تودی فی المسجد کما فعل الشامی ولاما وراء اول فوائت ولو ادیت فی غیر المسجد کما زدناہ علیہ لان الکلام ھھنا فی الاداء ۱۲ منہ غفر لہ [2] سندہ ضعیف واقتصرنا علیہ تبعا للبحر وغیرہ وقد ثبت بسند صحیح من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لکن فیہ تخصیص مسجد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یسمع النداء فی مسجدی ھذا ثم یخرج منہ الا لحاجۃ ثم لا یرجع الیہ الا منافق رواہ الطبرانی فی الاوسط ولابی داؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لا یخرج من المسجد احد بعد النداء الا منافق الا لعذر اخرجتہ حاجۃ وھو یرید الرجوع منہ غفر لہ

نہ ترک جماعت ماموربہا کا مجوز ہوسکتا ہے نہ بعد دخول وقت بے شرکت جماعت شرعیہ مسجد سے نکل جانے کا مبیح نہ جماعت مکروہہ ممنوعہ کا داعی نہ خود اس عذر کا غالباً کوئی محصل صحیح کیا اذان موجب فوت تہجد ہے غرض یہ بہانہ مسموع نہیں اگرچہ تہجد سنت ہی سہی کما الیہ کلام المحقق فی الفتح ومال الیہ تلمیذہ المحقق محمد ن الحلبی فی الحلیۃ قائلا انہ الاشبہ کما[1] **اوّلاً** وہ برتقدیر سنیت بھی معارضۂ جماعت کا صالح نہیں دربارۂ تہجد صرف ترغیبات ہیں اور ترک جماعت پر سخت ہولناک وعیدیں حتی کہ حکم کفر تک وارد علی تاویلاتہ المعروفۃ فی امثال المقام وحدیثہ[2] عند احمد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ ابن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بسند حسن وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فی المتخلفین عن الجماعات لو ترکتم سنۃ[3] نبیکم لکفرتم اور جماعت[4] عشا کے نہ حاضر ہونے پر گھر جلا دینے کا قصد فرمانا ثابت کما فی الصحیحین من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفی الباب غیرہ[5] **ثانیاً** فوت سنت آئندہ کے خوف متیقن سے فی الحال اپنے ہاتھوں سنت جلیلہ چھوڑ دینے کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص مرگ فردا کے اندیشہ سے آج خودکشی کرلے **ثالثاً** یہ جاگنے میں قصداً مکروہات ومنہیات شرعیہ کا ارتکاب ہوگا اور تہجد نہ بھی ملا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نوم میں تفریط نہ رکھی احمد[6] ومسلم وابوداؤد وابن حبان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ بلکہ بہ نیت تہجد سونے والے کو اگرچہ تہجد نہ پائے ثواب تہجد کا وعدہ فرمایا اور اُس کی نیند کو رب العزت جل جلالہ کی طرف سے صدقہ بتایا مالک فی المؤطا وابوداؤد والنسائی عن ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ما من امرئ تکون لہ صلاۃ اللیل یغلبہ علیھا نوم الا کتب اللہ لہ اجر صلاتہ وکان نومہ علیہ صدقۃ وھو عند ابن ابی الدنیا فی کتاب التہجد بسند جید النسائی وابن ماجۃ وخزیمۃ والبزاز بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اتی فراشہ وھو ینوی ان یقوم یصلی من اللیل فغلبتہ عیناہ حتی اصبح کتب لہ ما نوی وکان نومہ صدقۃ علیہ من ربہ عزوجل وھو بمعناہ عند ابن حبان فی صحیحہ عن ابی ذر او ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنھما ھکذا بالشک امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابوحثمہ اور اُن کے صاحبزادہ سلیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما کو جماعت صبح میں نہ دیکھا اُن کی زوجہ اور اُن کی والدہ شفا رضی اللہ تعالٰی عنہا سے سبب پوچھا کہا نماز شب کے سبب نیند نے غلبہ کیا نماز صبح پڑھ کر سورہے فرمایا مجھے جماعت صبح میں حاضر ہونا نماز تمام شب سے محبوب تر ہے **مالک** عن ابن شہاب عن ابی بکر بن سلیمن بن ابی حثمہ

---

[1] سیأتی نصہ فی جواب السؤال الثالث ۱۲ منہ [2] ھذہ روایۃ ابی داؤد والحدیث بلفظ لضللتم عند مسلم وغیرہ ۱۲ منہ [3] بعض احادیث میں عشا بعض میں فجر بعض میں جمعہ بعض میں مطلق جماعت وارد ہے اور سب صحیح ہیں کما فی عمدۃ القاری للامام العینی یہاں ذکر عشا ہی تھا لہذا اُس کی تخصیص کی ۱۲ منہ غفرلہ [4] فانہ حدیث مشہور دوی من حدیث عمرو بن ام مکتوم عند احمد وعن اسامۃ بن زید عند ابن ماجۃ وعن انس بسند جید وعن ابن مسعود کلیھما عند الطبرانی فی الاوسط وعن جابر بن عبد اللہ عند الطحاوی فی مشکل الآثار وقد ذکرنا احادیثھم فی رسالتنا حسن البراعۃ فی تنفیذ حکم الجماعۃ اما حدیث ابی ھریرۃ فرواہ من لا یحصی من اصحاب الصحاح والسنن والمسانید والمعاجیم واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ [5] عزاہ فی الجامع الصغیر لاحمد وابن حبان قال شارحہ المناوی ورواہ عنہ ابوداؤد وغیرہ اھ ولا شک انہ موجود فی صحیح المسلم ۱۲ منہ

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ فقد سلیمٰن ابن ابی حثمۃ فی صلاۃ الصبح وان عمر بن الخطاب غدا الی السوق و مسکن سلیمٰن بین السوق والمسجد النبوی فمر علی الشفا ام سلیمٰن فقال لہا لم ار سلیمٰن فی الصبح فقالت انہ بات یصلی فغلبتہ عیناہ فقال عمر لان اشھد صلاۃ الصبح فی الجماعۃ احب الی من ان اقوم لیلۃ عبدالرزاق فی مصنفہ عن معمر عن الزھری عن سلیمٰن ابن ابی حثمۃ عن امہ الشفا قالت دخل علی عمرو عندی رجلان نائمان تعنی زوجہا ابا حثمۃ وابنہا سلیمٰن فقال اما صلیا الصبح قلت لم یزالا یصلیان حتی اصبحا فصلیا الصبح وناما فقال لان اشھد الصبح فی جماعۃ احب الی من قیام لیلۃ واللہ تعالٰی اعلم۔ جواب سوال سوم۔ **اقول وباللہ التوفیق**۔ اس مسئلہ میں جواب حق و حق جواب یہ ہے کہ عذر مذکور فی السؤال سرے سے بیہودہ و سراپا اہمال ہے وزعم کرتا ہے کہ سنت تہجد کا حفظ و پاس اُسے تفویت جماعت پر باعث ہوتا ہے اگر تہجد بروجہ سنت ادا کرتا تو وہ خود فوت واجب سے اُس کی محافظت کرتا نہ کہ اُلٹا فوت کا سبب ہوتا قال اللہ عزوجل ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر بیشک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصلحین قبلکم وقربۃ الی اللہ تعالٰی ومنھاۃ عن الاثم وتکفیر للسیئات ومطردۃ للداء عن الجسد تہجد کی ملازمت کرو کہ وہ اگلے نیکوں کی عادت ہے اور اللہ عزوجل سے نزدیک کرنے والا اور گناہ سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن سے بیماری دُور کرنے والا رواہ الترمذی فی جامعہ وابن ابی الدنیا فی التہجد وابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک وصححہ والبیھقی فی سننہ عن ابی امامۃ الباھلی واحمد والترمذی وحسنہ والحاکم والبیھقی عن بلال والطبرانی فی الکبیر عن سلمان الفارسی وابن السنی عن جابر بن عبداللہ وابن عساکر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین تو فوت جماعت کا الزام تہجد کے سر رکھنا قرآن و حدیث کے خلاف ہے اگر میزان شرع مطہر سے کر اپنے احوال و افعال تولے تو کھل جائے کہ یہ الزام خود اُسی کے سر تھا بھلا یہ تہجد و قیلولہ وہ ہیں جو اس نے خود ایجاد کیے جب تو انھیں تفویت شعار عظیم اسلام کے لیے کیوں عذر بناتا ہے اور اگر وہ ہیں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً منقول ہوئے تو بتائیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کب ایسے تہجد و قیلولہ کی طرف بلایا جن سے جماعت فریضہ فوت ہو گیا قرآن و حدیث ایسے ہی تہجد کی ترغیب دیتے ہیں کیا سلف صالح نے ایسے ہی قیام لیل کیے ہیں حاشا وکلا ؎ ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی ✦ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است یا ھذا سنت ادا کیا چاہتا ہے تو بروجہ سنت ادا کر۔ یہ کیا کہ سنت لیجیے اور واجب فوت کیجیے۔ ذرا بگوش ہوش سُن اگرچہ حق تلخ گزرے وسوسہ ڈالنے والے نے تجھے یہ چھوٹا بہانہ سکھایا کہ اسے مفتیان زمانہ پر پیش کرے جس کا خیال ترغیبات تہجد کی طرف جائے تجھے تفویت جماعت کی اجازت دے جس کی نظر تاکید اتِ جماعت پر جائے تجھے ترک تہجد کی مشورت دے کہ من ابتلی ببلیتین اختار اھو نھما بہر حال مفتیوں سے ایک نہ ایک کے ترک کی دستاویز نقد ہے مگر حاشا خدام فقہ و حدیث نہ تجھے تفویت واجب کا فتوٰی دیں گے نہ عادی تہجد کو ترک تہجد کی ہدایت کرکے ارشاد حضور سید الاسیاد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاعبداللہ لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل کا خلاف کریں گے رواہ الشیخان عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما یہ اس لیے کہ وہ بتوفیقہ عزوجل حقیقت امر سے آگاہ ہیں اُن کے یہاں عقل سلیم

ونظر قویم دو عادل گواہ شہادت دے چکے ہیں کہ تہجد و جماعت میں تعارض نہیں اُن میں کوئی دوسرے کی تفویت کا داعی نہیں بلکہ یہ ہوائے نفس شریر وسوسے طرز تدبیر سے ناشی ہوا یا ھذا اگر تو وقت جماعت جاگتا ہوتا اور بطلب آرام پڑا رہتا ہے جب تو صراحۃً آثم و تارک واجب اور اس عذر باطل میں مبطل و کاذب ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوٰت فلا یجیبہ ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے منادی کو نماز کی طرف بلاتا سُنے اور حاضر نہ ہو حدیث حسن قد ذکرنا تخریجہ ولفظ الطبرانی ینادی بالصلاۃ ویدعوا الی الفلاح اور اگر ایسا نہیں تو اپنی حالت جانچ کہ یہ فتنہ خواب کیونکر جاگا اور یہ فساد عجاب کہاں سے پیدا ہوا اُس کی تدبیر کر کیا تو قیلولہ ایسے تنگ وقت کرتا ہے کہ وقت جماعت نزدیک ہوتا ہے ناچار ہوشیار نہیں ہونے پاتا یوں ہے تو اول وقت خواب کر اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالٰی باسرارھم نے قیلولہ کے لیے خالی وقت رکھا ہے جس میں نماز و تلاوت نہیں یعنی ضحوۂ کبرٰی سے نصف النہار تک وہ فرماتے ہیں چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہیے کہ پیش از زوال وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر وقت زوال کہ ابتدائے ظہر ہے ذکر و تلاوت میں مشغول ہو امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ عوارف شریف میں فرماتے ہیں النوم بعد الفراغ من صلاۃ الضحی وبعد الفراغ من اعداد اخر من الرکعات حسن قال سفین کان یعجبھم اذا فرغوا ان ینامواطلبا للسلامۃ وھذا النوم فیہ فوائد منھا انہ یعین علی قیام اللیل (الی قولہ قدس سرہ) وینبغی ان یکون انتباھہ من نوم النھار قبل الاستواء بساعۃ حتی یتمکن من الوضوء والطھارۃ قبل الاستواء بحیث یکون وقت الاستواء مستقبل قبلۃ ذاکرا ومسبحا او تالیا الخ ظاہر ہے کہ جو پیش از زوال بیدار ہو لیا اُس سے فوت جماعت کے کوئی معنی ہی نہیں کیا اس وقت سونے میں تجھے کچھ عذر ہے اچھا ٹھیک دوپہر کو سو مگر نہ اتنا کہ وقت جماعت آجائے ایک ساعت قلیلہ قیلولہ بس ہے اگر طول خواب سے خوف کرتا ہے تکیہ[۱] نہ رکھ بچھونا نہ بچھا کہ بے تکیہ و بے بستر سونا بھی مسنون ہے سوتے[۲] وقت دل کو خیال جماعت سے خوب متعلق رکھ کہ فکر کی نیند غافل نہیں ہوتی کھانا[۳] حتی الامکان علی الصباح کھا کہ وقت نوم تک بخارات طعام فرو ہو لیں اور طول منام کے باعث نہ ہوں سب[۴] سے بہتر علاج تقلیل غذا ہے سید المرسلین فرماتے ہیں ما ملأ آدمی وعاءً شرا من بطنہ بحسب ابن آدم اکلات یقمن صلبہ فان کان لا محالۃ فثلث لطعامہ وثلث لشرابہ وثلث لنفسہ آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بہت ہیں چند لقمے جو اُس کی پیٹھ سیدھی رکھیں اور اگر یوں نہ گزرے تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے تہائی پانی تہائی سانس کو رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجۃ وابن حبان عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ پیٹ بھر کر قیام لیل کا شوق رکھنا بانجھ سے بچہ مانگنا ہے جو بہت کھائے گا بہت پیے گا جو بہت پیے گا بہت سوئے گا جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات و برکات کھوئے گا ؎ استغفر اللہ من قول بلا عمل ؛ لقد نسبت بہ نسلا لذی عقم و لہٰذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان کثرۃ الاکل شؤم بیشک بہت کھانا منحوس ہے رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا یوں بھی نہ گزرے[۵] تو قیام لیل میں تخفیف کر دو رکعتیں خفیف و تام بعد نماز عشا ذرا سونے کے بعد شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدھی رات سے پہلے ادائے تہجد کو بس ہیں مثلاً نو بجے عشا پڑھ کر سو رہا دس بجے اُٹھ کر دو رکعتیں

پڑھ لیں تہجد ہوگیا حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یحسب احدکم اذا قام من اللیل یصلی حتی یصبح انہ تھجد انما التھجد المرء یصلی الصلوۃ بعد رقدۃ تم میں کسی کا یہ گمان ہے کہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھے جبھی تہجد ہو تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سوکر نماز پڑھے رواہ الطبرانی عن الحجاج بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن انشاء[1] اللہ تعالٰی سوتے وقت اللہ عزوجل سے توفیق جماعت کی دعا اور اس پر سچا توکل مولٰی تبارک وتعالٰی جب تیرا حسن نیت وصدق عزیمت دیکھے گا ضرور تیری مدد فرمائیگا ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ عوارف شریف میں ہے لتغییر العادۃ فی الوسادۃ والغطاء والوطاء تاثیر فی ذلک ومن ترك شیئا من ذلك واللہ عالم بنیتہ وعزیمتہ یثیبہ علی ذلك بتیسیر ما رام اپنے اہل خانہ وغیرہم سے کسی معتمد کو متعین کرکہ وقت جماعت سے پہلے جگادے کما وکل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلالا رضی اللہ تعالٰی عنہ لیلۃ التعریس ان ساتوں تدبیروں کے بعد کسی وقت سوئے انشاء اللہ تعالٰی فوت جماعت سے محفوظی ہوگی اور اگر شاید اتفاق سے کسی دن آنکھ نہ بھی کھلی اور جگانے والا بھی بھول گیا یا سو رہا کما وقع لسیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ تو یہ اتفاقی عذر مسموع ہوگا اور امید ہے کہ صدق نیت وحسن تدبیر پر ثواب جماعت پائے گا وباللہ التوفیق **کیا** تیری مسجد میں بہت اول وقت جماعت کرتے ہیں کہ دوپہر سے اس تک سونے کا وقفہ نہیں جب تو سب وقتوں سے چھوٹ گیا سوکر پڑھی یا پڑھ کر سوئے بات تو ایک ہی ہے جماعت پڑھ ہی کر نہ سوئے کہ خوف فوت اصلا نہ رہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم روز جمعہ کیا کرتے تھے الشیخان عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ماکنا نقیل ولا نتغدی الا بعد الجمعۃ وفی لفظ للبخاری کنا نصلی مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجمعۃ ثم تکون القائلۃ وعندہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کنا نبکر الی الجمعۃ ثم نقیل **غرض** یہ تین صورتیں ہیں پیش از زوال سو اٹھنا بعد جماعت سونا ان میں کوئی خدشہ ہی نہیں اور تیسری صورت میں وہ سات تدبیریں ہیں رب عزوجل سے ڈرے اور بصدق عزیمت ان پر عمل کرے پھر دیکھیں کیونکر تہجد تفویت جماعت کا موجب ہوتا ہے بالجملہ نہ ماہ نیم ماہ کہ مہر نیمروز کی طرح روشن ہوا کہ عذر مذکور یکسر مدفوع ومحض نامسموع جماعت وتہجد میں اصلا تعارض نہیں کہ ایک کا حفظ دوسرے کے ترک کی دستاویز کیجیے اور بوجہ تعذر جمع راہ ترجیح لیجیے ھذا ھو حق الجواب واللہ الھادی الی سبیل الصواب **بالجملہ** اگر اس تقدیر ضائع و فرض خلاف واقع کا مان لینا ہی ضرور تو جماعت اولٰی پر تہجد کی ترجیح محض باطل ومہجور اگر حسب تصریح عامہ کتب تہجد مستحب وحسب اختیار جمہور مشائخ جماعت واجب مانیے جب تو ظاہر کہ واجب ومستحب کی کیا برابری نہ کہ اس کو اس پر تفضیل وبرتری اور اگر تہجد میں اعلی الاقوال کی طرف ترقی اور جماعت میں ادنی الاحوال کی جانب تنزل کرکے دونوں کو سنت ہی مانیے تاہم تہجد کو جماعت سے کچھ نسبت نہیں جماعت بر تقدیر سنیت بھی تمام سنن حتی کہ سنت فجر سے بھی اہم وآکد واعظم ہے ولہذا اگر امام کو نماز فجر میں پائے اور سمجھے کہ سنتیں پڑھے گا تو تشہد بھی نہ ملے گا تو بالاجماع سنتیں ترک کرکے جماعت میں مل جائے والمسئلۃ منصوص علیھا فی کتب المذھب کافۃ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں زیر قول مصنف الجماعۃ سنۃ فی الاصح فرمایا وفی البدائع عامۃ المشایخ علی الوجوب وبہ جزم فی التحفۃ وغیرھا وفی جامع الفقہ اعدل الاقوال واقواھا الوجوب (الی ان قال) وعلی القول بانھا سنۃ ھی اٰکد من سنۃ الفجر رد المحتار باب النوافل میں ہے

---

[1] علق بالمشیۃ لان فیہ ابن لھیعۃ والکلام فیہ معروف والاصوب فیہ عندی ان حدیثہ حسن انشاء اللہ تعالٰی ۱۲ منہ

لیس لہ ترک صلاۃ الجماعۃ لانھا من الشعائر فھی اٰکد من سنۃ الفجر ولذا یترکھا لوخاف فوت الجماعۃ اور سنت فجر بالاتفاق بقیہ تمام سنن سے افضل ولہذا بصورت فوت مع الفریضہ بعد وقت قبل زوال اُن کی قضا کا حکم ہے بخلاف سائر سنن کہ وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں ولہذا بلاعذر مبیح سنت فجر کو بیٹھ کر پڑھنا ناجائز بخلاف دیگر سنن کہ بے عذر بھی روا اگرچہ ثواب آدھا ولہذا صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی کہ قائل سنیت وتر ہوئے سنت فجر کو اُس سے آکد ماننے کی طرف گئے درمختار میں ہے السنن اٰکدھا سنۃ الفجر اتفاقا وقیل بوجوبھا فلاتجوز صلاتھا قاعدا بلاعذر فی الاصح ولا یجوز ترکھا لعالم صار مرجعا فی الفتاوی بخلاف باقی السنن وتقضی اذا فاتت معہ بخلاف الباقی اھ ملخصا بحرالرائق میں ہے سنۃ الفجر اقوی السنن باتفاق الروایات لما فی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت لم یکن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی شیئ من النوافل اشد تعاھدا منہ علی رکعتی الفجر اُسی میں خلاصہ سے ہے اجمعوا علی ان رکعتی الفجر قاعدا من غیر عذر لاتجوز کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ اُسی میں قنیہ سے ہے اذا لم یسع وقت الفجر الا الوتر والفجر او السنۃ والفجر فانہ یوتر ویترک السنۃ عند ابی حنیفۃ وعندھما السنۃ اولی من الوتر پھر مذہب اصح پر سنت قبلیہ ظہر بقیہ سنن سے آکد ہیں صححہ المحسن واستحسنہ المحقق فی الفتح فقال وقد احسن لان نقل المواظبۃ الصریحۃ علیھا اقوی من نقل مواظبتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی غیرھا من غیر رکعتی الفجر اھ وکذا صححہ فی الدرایۃ والعنایۃ والنھایۃ وکذا ذکر تصحیحہ العلامۃ نوح کما فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح وکذا صححہ فی البحر عن القنیہ وعللہ بورود الوعید وتبعہ فی الدر اور امام شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک سنت فجر کے بعد افضل وآکد رکعتین مغرب ہیں پھر رکعتین ظہر پھر رکعتین عشا پھر قبلیہ ظہر کما فی الفتح وغیرہ **قلت** وعلیہ مشی فی الھندیۃ عن تبیین الحقائق للامام الزیلعی فقال اقوی السنن رکعتا الفجر ثم سنۃ المغرب ثم التی بعد الظھر ثم التی بعد العشاء ثم التی قبل الظھر پھر شک نہیں کہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک سب سنن رواتب تہجد سے اہم وآکد ہیں **اقول** وکیف لا وقد ثبت استنانھا موکدا من دون تردد بخلاف التھجد فان جمھور العلماء یعدونہ من المندوبات حتی جاء المحقق ابن الھمام فبحث بحثا ولم یقطع قولا فتردد فی ندبہ واستنانہ مع التنصیص بان الادلۃ القولیۃ انما تفید الندب ثم بحث تلمیذہ المحقق ابن امیر الحاج اشبھیۃ سنیتہ علی ما فیہ من نزاع طویل ولولا غرابۃ المقام ومخافۃ الطویل لاتینا بما فیہ من قال وقیل ولھذا ہمارے علما سنن رواتب کی نسبت فرماتے ہیں انھا لتاکدھا اشبھت الفریضۃ کما فی الدر اور یہی مذہب جمہور ومشرب منصور ہے وان خالفھم الامام ابو اسحٰق المروزی من الشافعیۃ فقال بتفضیل التھجد مطلقا وتبعہ الامام الاجل ابو زکریا النووی الشافعی فی المنھاج مستدلا بما لاحجۃ لہ فیہ عند التدقیق کما بیناہ[1] فی بعض تعلیقاتنا وقد علمت مذھب اصحابنا واجماعھم علی ان الاقوی الاٰکد

---

[1] اخرجہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ ومحمد بن ھارون الرویانی فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر عن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الصلاۃ بعد المکتوبات صلاۃ فی جوف اللیل فحملہ ابو اسحٰق المروزی ومن وافقہ علی ظاھرہ فقالوا ان صلاۃ اللیل افضل من السنن الراتبۃ قال الامام النووی وقال اکثر اصحابنا الرواتب افضل لانھا تشبہ الفرائض قال والاول اقوی واوفق للحدیث اھ وتبعہ العلامۃ میرک فقال فیہ حجۃ لابی اسحٰق المروزی من شافعیۃ علی ان صلاۃ

مطلقا سنۃ الفجر فلا علیك من جنوح الفاضل میرك وباللہ التوفیق تعالٰی وتبارك تو تہجد جماعت کے کمتر از کمتر از کمتر سے کمتر یا پانچویں درجہ میں واقع ہے سب سے آکد جماعت(۱) پھر سنت فجر(۲) پھر قبلیہ ظہر(۳) پھر باقی رواتب(۴) پھر تہجد(۵) وغیرہ سنن ونوافل اور دوسرے قول پر تو کہیں ساتویں درجے میں جاکر پڑے گا کہ سب سے اقوی جماعت(۱) پھر سنت فجر(۲) پھر سنت مغرب(۳) پھر بعدیہ ظہر(۴) پھر بعدیہ عشا(۵) پھر قبلیہ ظہر(۶) پھر تہجد(۷) وغیرہا پس تہجد کو سنت ٹھہراکر بھی جماعت سے افضل کیا برابر کہنے کی بھی اصلا کوئی راہ نہیں نہ کہ مستحب مان کر اگر کہیے یہاں کلام جماعت اولٰی میں ہے کہ سوال میں اُس کی تصریح موجود اور واجب یا اُس اعلٰی درجہ کی مؤکد مطلق جماعت ہے نہ خاص جماعت اولٰی بلکہ وہ صرف افضل واولی اور فضل تہجد اُس سے اعظم واعلٰی تو حفظ تہجد کے لیے ترک اولٰی جائز وروا اگرچہ افضل اتیان وادا **اَقُوْلُ وَبِاللہِ التَّوْفِیْق** قطع نظر اس سے کہ جب تعارض مسلم اور فضل تہجد آکد واعظم تو حفظ تہجد کو ترک اُولٰی نہ ترک اَولٰی بلکہ ترک ہی اَولٰی کما لایخفی یہ تاصیل وتفریع سراسر بے اصل واحداث شنیع کہ نہ احادیث حضور پُرنور سید الانام علیہ وعلٰی آلہ الصلاۃ والسلام اُس کے مساعد نہ کلمات وروایات علمائے کرام وفقہائے عظام مؤید وشاہد اگر ایسا ہو تو بے عذر فوت تہجد وغیرہ بھلے چنگے بیٹھے بٹھائے بھی جماعت اولٰی قصدا فوت کردینا جائز وروا ہو جبکہ ایک آدمی اپنے ساتھ جماعت کے لیے حاضر و مہیا ہو کہ آخر کچھ گناہ نہ کیا صرف ایک اولویت ترک کی جس میں حکم کراہت بھی نہیں معاذ اللہ مسلمان اگر اس پر عمل کریں تو امر جماعت میں کس قدر تفرقہ شنیعہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۳)

اللیل افضل من الرواتب وقال اکثر العلماء ان الرواتب افضل والاول اقوی لنص ھذا الحدیث قال وقد یجاب بان معناہ من افضل الصلاۃ وھو خلاف سیاق الحدیث اھ اما موافقوا الجمھور فاولوہ بان المراد النوافل وتوابعھا ای کان الرواتب لشدۃ التصاقھا بالمکتوبات وشبھھا بھا دخلت فی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد المکتوبۃ قال المولی علی القاری فی المرقاۃ افضل الصلاۃ بعد المفروضۃ ای ورواتبھا اھ وقال المناوی فی تیسیرای ولواحقھا من الرواتب ونحوھا من کل نفل یسن جماعۃ اذھی افضل من مطلق النفل علی الاصح اھ ومثلھا فی السراج المنیر للعزیزی وقال محمد الحفنی فی تعلیقاتہ علی الجامع الصغیر ای النفل المطلق فی اللیل افضل منہ فی النھار والا فالراتبۃ فی النھار افضل من التھجد اھ وابدی القاری جوابین اخرین فقال وقد یقال التھجد افضل من حیث زیادۃ مشقتہ علی النفس وبعدہ عن الریاء والرواتب افضل من حیث الاٰکدیۃ فی المتابعۃ للمفروضۃ فلامنافاۃ اھ ای ان التھجد لہ ھذا الفضل الجزئی علی الرواتب فلاینافی فضلھا الکلی قال او یقال صلاۃ اللیل افضل لاشتمالھا علی الوتر الذی ھو من الواجبات اھ اقول ھذا لایصلح بیانا لمعنی کلام الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذلاواجب عندہ انما ثمہ طلب جازم فافتراض او غیر جازم فندب کما حققہ المحقق حیث اطلق فی الفتح فان کان الوتر عندہ واجبا لدخل فی ثنیا المکتوبۃ ولو ترك قولہ الذی ھو من الواجبات وھی الکلام علی استنان الوتر کما ھو مذھب الصاحبین لم یتجہ ایضا لان سنۃ الفجر افضل من الوتر علی قولھما کما سمعت **اقول** وظھر للعبد الضعیف جواب حسن احسن من کل ما سبق وھو ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یقل ان التھجد افضل الصلوۃ بعد المکتوبات حتی یکون دلیلا لمن شذ انما قال صلاۃ اللیل فان ثبت ان صلاۃ اللیل تشتمل علی نافلۃ غیر التھجد ھی افضل النوافل مطلقا حتی رواتب سقط الاحتجاج بہ وھو ثابت بحمد اللہ تعالٰی بحدیث الصحیحین عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منھا الوتر ورکعتا الفجر فھذہ ام المومنین وامام الفقھاء والمحدثین وغرۃ العرب العرباء الافصحین رضی اللہ تعالٰی عنھا قد عدت سنۃ الفجر من صلاۃ اللیل فھذہ ھی النافلۃ التی تفوق الصلوات کلھا بعد المکتوبۃ فبالاشتمال علیھا فضلت صلاۃ اللیل علی صلاۃ النھار بالاطلاق فھذا الجواب القاطع بحمد اللہ تعالٰی ثم لاغرو من الامام الاجل النووی انما العجب من العلامۃ میرك کیف تبعہ وخالف اجماع ائمۃ مذھبہ علی ان سنۃ الفجر اٰکد النوافل مطلقا وباللہ التوفیق ۱۲ منہ

واقع ہوتا ہے وجوب جان کر ترک پر سخت سخت وعیدیں سن کر تو بہت لوگ کسل وکاہلی کرجاتے ہیں کاش یہ سُن پائیں کہ جماعت اولیٰ کی حاضری شرعاً کچھ ضرور نہیں ایک بہتر بات ہے کی کی نہ کی تو ابھی جو رہا سہا انتظام جماعت ہے سب درہم برہم ہوا جاتا ہے لوگ مزے سے اذان سنیں اور اپنے لہو ولعب میں مشغول رہیں کہ جلدی کیا ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ بنالیں گے کیا ایسی ہی متفرق بے نظم جماعتوں کی طرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بلایا کیا انھیں کے ترک پر سخت سخت جگر شگاف وعیدوں کا حکم سنایا حاش للہ ثم حاش للہ ذرا نگاہِ انصاف درکار کہ یہ قصداً تفریق جماعت وتقلیل حضار کس قدر مقاصدِ شرع سے دور اور نورانیت حق وصواب سے بعید ومہجور ہے نہیں نہیں بلکہ یقیناً وجوب وتاکد مذکور خاص جماعت اولٰی کے لیے منظور اور وہی صدر اول سے معہود اور وہی احادیث وعید علی الترک میں مقصود اور زنہار زنہار ہرگز جائز نہیں کہ بے عذر مقبول شرعی جماعت ثانیہ کے بھروسے پر جماعت اولٰی قصداً چھوڑ دیجیے اور داعی الٰہی کی اجابت نہ کیجیے جماعت ثانیہ کی تشریع اس غرض سے ہے کہ احیاناً بعض مسلمین کسی عذر صحیح مثل مدافعت اخبثین یا حاجت طعام وغیرہا کے باعث جماعت اُولٰی سے رہ جائیں وہ برکت جماعت سے مطلقاً محرومی نہ پائیں بے اعلان[1] وتداعی محراب سے جدا ایک گوشے میں جماعت کرلیں نہ کہ اذان ہوتی رہے داعی الٰہی پکارا کرے جماعت اُولٰی ہوا کرے مزے سے گھر میں بیٹھے باتیں بنائیں یا پاؤں پھیلا کر آرام فرمائیں کہ عجلت کیا ہے ہم اور کرلیں گے یہ قطعاً یقیناً بدعت سیئہ شنیعہ ہے هذا مما لا یشك فیه من دخل بستان الفقه فشرع فالانوار الفائحة او فتح اجفان الفکر فشام برقتا من انوارہ اللائحة ومالنا نسترسل فی سرد البراھین علی مثل ھذا الواضح المبین ولکن لاباس ان نذکر شیئا من التنبیه لیستظهر الفقیه ویتذکر النبیه **فاقول** وبه نستعین **اوّلاً** فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کا ایک موجز وجامع رسالہ مسمّی بنام تاریخی حسن البراعة فی تنفیذ حکم الجماعة ہے جس میں بفضلہ سبحنہ وتعالٰی حکم جماعت کی تحقیق حدیثی وفقہی اعلٰی درجۂ کمال وجمال پر موفق ہوئی ہمارے علما سے درباب جماعت شاذ ومشہور ومقبول ومہجور چھ قول ماثور فرض عین فرض کفایہ واجب عین واجب کفایہ سنّت مؤکدہ مستحب اس نفیس مبارک رسالہ نے بعونہ تعالٰی ثابت کردکھایا کہ ان اقوال میں اصلا تدافع وتمانع نہیں سب حق وصحیح اور اپنے اپنے معنی پر رجیح ونجیح ہیں یہ جلیل تحقیق جمیل توفیق وللہ الحمد والمنة عجب نادر معجب وعنقائے مغرب ہے جس کا نام سن کر ناظر متحیرانہ کہے هذا لا یکون وکیف یکون اور جب اس کی زاہر تحریر باہر تقریر پر اطلاع پائے متعجبانہ اعتراف کرے کہ لمثل ھذا فلیعمل العاملون اس رسالہ میں ہم نے احادیث عبداللہ بن عباس وابوہریرہ وبریدہ وکعب بن عجرہ وانس بن مالک وعثمن غنی وعمرو بن ام مکتوم وابوامامہ وجابر بن عبداللہ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت کیا کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اذان سُن کر حاضری واجب فرمائی اداشناس سخن انھیں احادیث سے جان سکتا ہے کہ اذان کس جماعت کے لیے بلاتی اور شرع اس کی اجابت کیوں واجب فرماتی ہے مگر میں یہاں اصرح واوضح ذکر کروں حدیث حسن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اوپر گزری جس میں ندا سُن کر نہ حاضر ہونے پر حکم جفا وکفر ونفاق فرمایا گیا طبرانی کے یہاں بطریق آخر یوں آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بحسب المؤمن من الشقاء والخیبة ان یسمع المؤذن یثوب بالصلاۃ فلا یجیبه مسلمانوں کو یہ بدبختی ونامرادی بہت ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سُنے اور اُس کا بلانا قبول نہ کرے اس روایت نے روایت سابقہ کی تفسیر کردی کہ وہاں بھی ندا سے یہی تکبیر مراد تھی فان الاحادیث یفسر بعضها بعضا وخیر تفسیر

[1] اعلان وتداعی معروف شرعی کہ نماز کے لیے مقرر ہے یعنی اذان ۱۲ منہ

للحدیث ما یستبین بجمع طرقہ بلکہ عندالتحقیق احادیث ایجاب اجابت فعلیہ عندالاذان کا مرجع بھی اسی طرف کہ ہم نے رسالہ مذکورہ میں احادیث وآثار ابوقتادہ وجابر بن عبداللہ وام المومنین وابوہریرہ وجابر بن سمرہ وامیرالمومنین فاروق اعظم وعبداللہ بن عمرو ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت کیا کہ یہ وجوب تا وقت اقامت موسع ہے اگرچہ قنیہ ومجتبٰی میں صراحۃً تضییق کی کہ جو اذان سُن کر تکبیر کے انتظار میں بیٹھا رہے بدکار ومردود الشہادۃ ہے بحرالرائق میں ہے فی القنیۃ لو انتظر الاقامۃ لدخول المسجد فھو مسیئ اُسی میں ہے فی المجتبٰی من کتاب الشہادۃ من سمع الاذان فی بیتہ لا تقبل شہادتہ غرض حدیث سے ثابت کہ جو تکبیر سُن کر حاضر جماعت نہ ہو اُسے بدبخت نامراد ظالم اظلم کافر منافق فرمایا گیا للہ انصاف کیا تکبیر کسی مطلق جماعت کی طرف بلاتی ہے کیا اس جماعت میں ہو نہ ہو ہر دعوت تکبیر کی اجابت ہوجاتی ہے کیا اُس میں حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے یہ معنی ہیں کہ چاہے اس نماز و فلاح میں حاضر ہو چاہے نہ آؤ اپنی الگ کرلینا شاید قد قامت الصلوۃ کا یہی مطلب ہوگا کہ یہ نماز تو کھڑی ہو ہی گئی اب اس میں آکر کیا کروگے تم اور کوئی بیٹھی ہوئی اُٹھانا حاشا وکلا بلکہ تکبیر اسی جماعت کی طرف بلاتی اور اسی کی عدم حاضری پر وہ حکم ظلم وکفر ونفاق وشقاوت وخیبت ہے تو قطعاً حکم وجوب وتاکد کی مصداق یہی ماثور ومعہود جماعت ہے **ثانیاً** یہ توسیع تو ہمارے طور پر تھی اگر تصریح قنیہ ومجتبٰی وتقریر بحر پر نظر کیجئے تو امر اظہر کہاں وہ تضییق کہ اذان کے بعد تکبیر کا انتظار بھی جائز نہیں کہاں یہ توسیع شنیع کہ سرے سے جماعت اولٰی میں حاضر ہونا ہی کچھ ضرور نہیں **ثالثاً** روشن تر نص قاطع لیجئے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاشانہ اطہر سے مسجد انور میں قریب[1] امامت جلوہ فرما ہوتے ایک دن نماز[2] عشا کو تشریف لائے جماعت[3] میں قلت دیکھی کچھ لوگ حاضر نہ پائے نہایت[4] شدید غضب وجلال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے ظاہر ہوا ارشاد فرمایا خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ مؤذن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو امامت[5] کے لیے فرماؤں پھر بھڑکتی ہوئی مشعلیں لے جاؤں اور اُن لوگوں پر اُن لوگوں کے گھر پھونک دوں جنھیں یہ

---

۱ ھذا ثابت فی غیر ھذا الحدیث من عدۃ احادیث صحاح اوردناھا فی حسن البراعۃ ۱۲ منہ رحمہ اللہ ۲ ھذا منصوص علیہ فی ھذا الحدیث عند مسلم فی صحیحہ وعند غیرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ ۳ ھذا عند احمد وغیرہ من حدیث کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعند سراج فی مسندہ فی ھذا الحدیث ۴ ھذا فی روایۃ السراج قال ثم خرج الی المسجد فاذا الناس عزون واذا ھم قلیلون فغضب غضبا شدیدا لا اعلم انہ رأیتہ غضب غضبا اشد منہ ثم قال لقد ھممت ان اٰمر رجلا یصلی بالناس ثم اتتبع ھذہ الدور التی تخلف اھلوھا عن ھذہ الصلوۃ فاضرمھا علیھم بالنیران ۵ فان قلت الیس فی نفس الحدیث ما یدل ان الاولی لا تجب عینا والا لما ھم ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یقیم الصلٰوۃ ثم ینصرف الیھم لاحراق بیوتھم **قلت** ھذا السؤال قد اورد قبل علی الاحتجاج بالحدیث لوجوب الجماعت وقد تصدی العلماء لجوابہ قال العلامۃ البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری الثالث (ای من وجوہ الجواب عن حدیث الباب) ما لابن بزیزۃ عن بعضھم انہ استنبط من نفس الحدیث عدم الوجوب لکونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھم بالتوجہ الی المتخلفین فلو کانت الجماعۃ فرض عین ما ھم بترکھا اذا توجہ قال العینی ثم نظر فیہ ابن بزیزۃ بان الواجب یجوز ترکہ لما ھو اوجب منہ اھ کلام العمدۃ **اقول** فلقد صح مثل ذلک عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الجمعۃ اخرج مسلم فی صحیحہ عن عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعۃ لقد ھممت ان اٰمر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعۃ بیوتھم **اقول** علا ان عبداللہ بن وھب روی الحدیث فی مسندہ فقال حدثنا ابن ابی ذئب حدثنا عجلان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فذکر الحدیث وفیہ لینتھین رجال من حول المسجد لا یشھدون العشاء اولاحرقن بیوتھم وقد قال فی حدیث سقناہ عن الجامع الصحیح ثم اخذ شعلا من نار ولا نسلم ان بین ان یذھب بعد الاقامۃ بشعل قد اوقدت الی بیوت حول المسجد فیضرمھا علیھم وبین الرجوع الی المسجد ما یوجب تفویت الجماعۃ حتی یلزم الترک نعم یفوت الادراک من اول الصلوۃ وھو لیس الا فضیلۃ ربما یترک لاقل من ھذا اعلی السکینۃ فی المشی لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا سمعتم الاقامۃ فامشوا الی الصلاۃ وعلیکم بالسکینۃ والوقار فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا رواہ الشیخان وغیرھما عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فسقط الاشکال راسا وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

اذان سنے یہ وقت ہوگیا ابتک گھروں سے نماز کو نہیں نکلتے **البخاری** عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس صلاۃ اثقل علی المنافقین من الفجر والعشاء ولو یعلمون ما فیہما لاتوھما ولوحبوا لقد ھممت ان اٰمر المؤذن فیقیم ثم اٰمر رجلا یؤم الناس ثم اٰخذ شعلا من نار فاحرق علی من لایخرج الی الصلاۃ بعد[1] یہ حدیث صحیح نص صریح ہے کہ وقت اقامت تک مسجد میں نہ حاضر ہونا وہ جرم قبیح ہے جس پر حضور اقدس صلوات اللہ تعالٰی وتسلیماتہ علیہ وعلٰی آلہ الکرام نے اُن لوگوں کے جلادینے کا قصد فرمایا علما فرماتے ہیں یہ ارشاد کہ تکبیر کہلواکر نماز شروع کراؤں اُس کے بعد تشریف لے جاؤں اُسی بنا پر تھا کہ اُن کی عدم حاضری ثابت اور الزام تخلف قائم ہولے اس کا منشا وہی تحقیق ہے جو ہم نے ذکر کی کہ ایجاب اجابت تاوقت اقامت موسع ہے امام اجل ابوزکریا نووی رحمہ اللہ تعالٰی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں انما ھم باتیانھم بعد اقامۃ الصلاۃ لان ذلک الوقت یتحقق مخالفتھم وتخلفھم فیتوجہ اللوم علیہ الخ

اقول یہاں سے واضح ہوگیا کہ ظاہر حدیث میں جو کلام قنیہ ومجتبٰی کی تائید نکلتی تھی ممنوع وساقط ہے معہذا شک نہیں کہ حضور مسجد بنفسہٖ عبادت مقصودہ نہیں بلکہ غرض شہود جماعت ہے اور قبل از اقامت فوتِ جماعت غیر معقول تو اقامت تک وجوب موسع ماننے سے چارہ نہیں مگر بات یہ ہے کہ اقامت تک تاخیر یا تو امام معین کو میسر جس کے بن آئے جماعت قائم ہی نہ ہوگی یا اُسے جس کا مکان مسجد سے ایسا ملاصق کہ تکبیر کی آواز اُس پر مخفی نہ رہے گی ان کے سوا اور نمازیوں کو انتظار اقامت کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں کہ جب نہ تکبیر اُن پر موقوف نہ اُنھیں اُس کی آواز آئے گی توکس چیز کا انتظار کر رہے ہیں ایسوں کو اُسی وقت تک تاخیر روا جب تک تفویت کا خوف نہ ہو حدیث ایسے ہی لوگوں پر محمول اور ممکن کہ کلام قنیہ ومجتبٰی بھی اسی معنی پر حمل کریں فیحصل التوفیق وباللہ التوفیق **رابعًا** اگر بفرض باطل یہ احکام مطلق جماعت کے ہوتے کہ اولٰی وثانیہ دونوں جس کے فرد تو واجب تھا کہ بعد فوت اولٰی ثانیہ بالتعیین واجب ومؤکد ہوتی کہ اب براءت ذمہ اسی فرد میں منحصر ہوگئی حالانکہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بعد فوت اولٰی وجوب درکنار نفس جواز ثانیہ میں نزاع عظیم ہے ظاہر[2] الروایہ منع وکراہت اگرچہ ماخوذ ومختار جواز ہے جبکہ بے اعادۂ اذان ہیأت اولٰی بدل کر ہو کما بیناہ فی فتاونا بما یقبل المنصف وان کابر المتعسف امام اجل ظہیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ تعالٰی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں لودخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا وھو ظاھر الروایۃ **وبعبارۃ اخرٰی** جس جماعت کو مطلقًا واجب یا سنت مؤکدہ کہتے ہیں اُس کا تاکد متفق علیہ ہے اور ثانیہ کا بعد فوت اولٰی بھی نفس جواز مختلف فیہ تو ثانیہ کسی وقت اُس جماعت سے نہیں جس کا حکم وجوب وتاکد ہے لیکن ثانیہ دائمًا مطلق جماعت کی فرد ہے تو لاجرم یہ احکام مطلق اصولی کے نہیں بلکہ خاص اولٰی کے ہیں وھو المطلوب ردالمحتار میں ہے قد علمت ان تکرارھا مکروہ فی ظاھر الروایۃ الا فی روایۃ عن الامام وروایۃ عن ابی یوسف[3] کما قدمناہ قریبا وسیأتی ان الراجح عند اھل المذھب وجوب الجماعۃ وانہ یاثم بتفویتھا اتفاقا بھلا وہ کیا چیز ہے جس کی تفویت

---

[1] قولہ بعد نقیض قبل مبنی علی الضم فلما حذف منہ المضاف الیہ بنی علی الضم وسمی غایۃ لانتھاء الکلام الیھا والمعنی بعد ان یسمع النداء الی الصلاۃ اھ عمدۃ القاری قلت والنفی اذا لاقی زمانا استغرق جمیع اجزائہ فیمتد من بدء وقت المضاف الیہ الی ان التکلم ولذا یرجع حاصلہ فی امثال المقام الی قولک الی الاٰن تقول ما جاءنی بعد ای بعد ان ذھب الی ھذا الحین وھذا معنی قولہ سمی غایۃ لانتھاء الکلام الیھا ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ [2] یہاں کلام علی ما ھو المشہور بین کثیر من الناس ہے فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ پر کہ اس کی تحقیق جمیل توفیق وجلیل تطبیق فائض ہوئی خاص سا ب میں تحریر فقیر سے دیدنی ۱۲ منہ رحمہ اللہ [3] قلت وروایۃ عن محمد کما فی البحر والمجتبٰی والحلیۃ وغیرھا ۱۲ منہ

بالاتفاق گناہ ثانیہ کو تو اسی عبارت میں روایت مشہورہ پر مکروہ بتا رہے ہیں لاجرم وہ اولی ہی ہے تو ثانیہ کے اعتماد پر اُسے فوت کرنا بالاتفاق گناہ ہے اور گناہ کی اجازت دینی اُس سے بھی بدتر **وبعبارۃ ثالثۃ** وہی علماء کہ جماعت ثانیہ کو مکروہ بتاتے ہیں وجوب تاکد جماعت کی تصریح فرماتے ہیں **کما لایخفی علی من تتبع کلمات القوم** وقد علمت الخلف والوفاق اور وجوب وتاکد کا کراہت سے اجتماع بمعنی نہی عن الفعل یا ندب ترک بعد حصول المتاکد یقیناً محال اگرچہ بمعنی المطلوب الدفع قبل الحصول ومطلوب الفعل بعد الحصول ممکن اور شک نہیں کہ یہاں اجتماع ہوگا تو بمعنی اول فاعرف وافھم ان کنت تفھم بالیقین وہ حکم اجماعی ایسی ہی جماعت کا ہے جو ثانیہ کو شامل نہیں ورنہ قول مشہور نہ صرف مہجور بلکہ قول بالمحال اور معاذ اللہ قانون عقل وتمیز سے دور ہوگا وای شناعۃ اشنع من ذلک **خامساً** ایک بدیہی بات سنیت کا ہے سے ثابت ہوتی ہے مواظبت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مطلقاً یا مع الترک احیاناً اور وجوب کو کیا چاہیے انکار علی الترک بھی یا صرف مواظبت دائمہ اب دیکھ لیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس جماعت پر مواظبت فرمائی اور کس کے ترک پر نکیر آئی ظاہر ہے کہ وہ جماعت اُولٰی ہی تھی تو وجوب یا استنان موکد اُسی کا حکم ہے نہ مطلق ثانیہ کا **تنبیہ** احکام افراد جانب مطلق سرایت کرتے ہیں شبہہ نہیں مگر وہ مطلق مطلق منطقی ہے جس کے تحقق کو تحقق فرد واحد اور اُس پر صدق حکم کو صدق علی فرد ولو علی خلاف سائر الافراد کافی ولہذا بتضاد احکام افراد مورد احکام متضادہ ہوتا ہے بایں معنی مطلق جماعت بیشک فرض واجب سنت مستحب مباح مکروہ حرام سب کچھ ہے کہ جماعت جمعہ وجماعت پنجگانہ وجماعت کسوف وجماعت وتر رمضان وجماعت نوافل بلاتداعی وبتداعی وجماعت ظہر فی المصر یوم الجمعہ وغیرہ سب کو شامل اس معنی پر حکم فرد کی مطلق سے نفی دوبارہ قول بالمتنافقین ہے لثبوتہ ونفیہ[1] کلیہما والمطلق کلیہما کلام اس میں نہیں مطلق اصولی یعنی فرد شائع یا ماہیت متقررہ فی ای فرد یراد میں کلام ہے اس کی طرف احکام خاصہ فرد دون فرد ہرگز ساری نہیں ہوسکتے اور جو حکم اس کے لیے ثابت وہ ہر فرد کو ثابت مالم یمنع مانع یہ نکتہ ضروری الحفظ ہے کہ اس سے غفلت باعث غلط وشطط ہوتی ہے وقد حققہ تاج المحققین خاتمۃ المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد فی کتابہ المسماۃ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد واللہ الہادی الی سبیل السداد **بالجملہ** نہ جماعت اولٰی پر ترجیح تہجد وجہ صحت رکھتی ہے نہ حکم وجوب وتاکد جماعت اولی سے متعدی ہے نہ باعتماد ثانیہ ترک اولٰی کی اجازت ہوسکتی ہے نہ ہرگز اولٰی وثانیہ کا ثواب مساوی ہے بلکہ باعتماد ثانیہ تفویت اولٰی گناہ قطعی اجماعی ہے **ہاں** مسجد اگر مسجد شارع ہو یعنی اُس کے لیے کوئی جماعت معلوم معین نہیں جیسے بازاروں کی مسجدیں کہ کسی خاص محلہ وگروہ سے مختص نہیں، کچھ راہگیر آئے پڑھ گئے کچھ پھر آئے وہ پڑھ گئے یونہیں متفرق گروہ آتے اور پڑھتے جاتے ہیں تو وہاں اس قول کی گنجائش ہے کہ ایسی مساجد کی ہر جماعت جماعت اولٰی ہے **فان الاولی الناھیۃ عن الثانیۃ مطلقا او بشرطہ ھی ما فعلھا اھل المسجد باذان جھر او اقامۃ حتی لو ان مسجدا من مساجد الحی اتاہ قوم من غیر اھلہ فاذنوا واقاموا وصلوا جماعۃ کان لاھلہ ان یصلوا جماعۃ من دون حاجۃ الی العدول عن المحراب لان الحق لھم فلا یبطل بفعل غیرھم کما نصوا علیہ**

---

[1] لانہ ان اثبت للفرد فقد اثبت للمطلق بحکم السرایۃ لکنہ اثبت للفرد فاثبت للمطلق وقد نفی عنہ لکنہ لم یثبت للمطلق فلم یثبت للفرد وقد اثبت لہ ۱۲ منہ

ومساجد الشوارع لااھل لھا معینا فلا یتحقق فیھا الاولی بالمعنی المذکور بل الکل اولی اذ لیس بعض من بعض باولی ولہذا ہر گروہ کہ آتا جائے اپنی اپنی جدا اذان واقامت سے جماعت کرے کما فی ردالمحتار عن خزائن الاسرار عن امالی الامام قاضیخاں وفی خانیتہ مسجد لیس لہ مؤذن امام معلوم یصلی فیہ الناس فوجا فوجا بجماعۃ الافضل ان یصلی فیہ کل فریق باذان واقامۃ علی حدۃ اھ وفی الشامیۃ عن المنبع اما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لااختصاص لہ بفریق دون فریق ؏ الحمدللہ کلام اپنے ذروۂ اقصی کو پہنچا اور حکم مسائل نے غایت انجلا پایا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق، روشن رہے کہ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کو کسی کے کلام پر اخذ مقصود نہیں بلکہ صرف اظہار حق وادائے واجب اکد واحق کہ بعد سوال اعانت جواب واابانت صواب اہم واجبات شرعیہ سے ہے جس پر ہم سے حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عہد واثق لیا اللھم اجعلنا من المفلحین وبعھد نبیک من الموفین علیہ وعلی اٰلہ الصلوۃ والتسلیم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الحمدللہ کہ یہ ضروری وموجز جواب کاشف صواب فرصت اختلاصی کے چند متفرق جلسوں میں ۲۴ صفر ۱۳۱۲ھ ہجریہ روز جان افروز دوشنبہ کو وقت اشراق مہر مشرق سمائے ختام وبلحاظ تاریخ بدر وختم القلادۃ المرصعہ فی نحر الاجوبۃ الاربعہ اس کا نام ہوا واٰخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

القطوفُ الدّانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ

۱۳۱۳ــــــــــــ۱۳۱۳

مسئلہ - ازمراد آباد مدرسہ امدادیہ مرسلہ مولوی سید محمد حبیب الرحمٰن صاحب سلہٹی ۱۱ جمادی الاولٰی ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت ثانیہ بغیر اذان واقامت درصورت بدل دینے ہیأت جماعت اولٰی کی ازروئے شرع شریف بلاکراہت جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں جماعت ثانیہ بلاکراہت مطلقہ مطلقاً جائز ومباح عند اہل التحقیق ہے جس کی تنقیح بالغ وتوضیح بازغ مع رد اوہام نابغ بعض ابنائے زمان بعونہ تعالٰی رسائل فقیر سے ظاہر وعیاں یہاں نفس مسئلہ کے اجمالی احکام اور اُن کے متعلق نقول ونصوص علمائے کرام پر اقتصار کیجیے کہ شان فتوٰی اسی کے شایاں ــــ **فاقولُ وباللہِ التّوفیق** وبہ الوصول الی ذری التحقیق **اوّلاً** تکرار جماعت کا جواز وافضلیت کی دہ صورتیں سینئے جن میں اصلاً نزاع کو گنجائش نہیں (۱) جو مسجد شارع عام یا بازار یا اسٹیشن یا سرا کی ہے جس کے لیے اہل معین نہیں وقتاً فوقتاً جو لوگ گزرے یا اُترے یا آئے یا پڑھ گئے غرض کسی محلہ خاص سے خصوصیت نہیں رکھتی کہ وہاں کی معمولی جماعت وہی ہے